میں سے ایک قرار دیا۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا'' کبیرہ گناہ یہ ہیں اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، انسان کو قتل کرنا، اور جھوٹی قسم کھانا۔'' اور حضرت انسؓ کی روایت میں ہے:'' جھوٹی گواہی دینا۔'' اس حدیث معلوم ہوا کہ جھوٹ کا کبائر میں چوتھا درجہ ہے۔

جھوٹ ہمیشہ کسی نقصان سے بچنے یا کسی فائدے کو حاصل کرنے کے لیے بولا جاتا ہے۔ آدمی چونکہ دنیوی نقصان کو ہی اصل نقصان اور دنیوی فائدے کو اصل فائدہ سمجھتا ہے۔ اور اسی کے لیے اپنی پوری تگ ودو کرتا ہے۔ اُخروی فائدہ اور اُخروی نقصان ہماری نظر میں نہیں ہوتا۔ جھوٹ بول کر یا لکھ کر ہم دنیا میں تھوڑا بہت فائدہ حاصل کر لیتے ہیں؛ لیکن اُخروی اور دائمی، ہمیشہ کی زندگی میں ڈھیروں نقصان اٹھا لیتے ہیں۔ لوگوں کو سمجھنا چاہیے کہ اصل فائدہ آخرت کا فائدہ ہے اور اصل نقصان آخرت کا نقصان ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سچ اور سیدھی بات کرنے پر اعمال کے درست کیے جانے اور گناہوں کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے: ﴿یا أیھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و قولوا قولا سدیدا ۞ یصلح لکم أعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم......﴾ [الاحزاب] اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے احکام کی پیروی کرتے ہوئے اس بڑے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ معاشرے کے تمام افراد کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے اور اس سنگین برائی کو قلوب واذہان سے دور کر لینا چاہیے، تاکہ معاشرہ جنت کا نمونہ بن جائے۔

تصوف

یہ نام دورِ نبوت اور افضل زمانوں میں نہ پایا جاتا تھا۔ بعد کے زمانوں میں ایجاد کیا گیا یا کسی اور دین سے درآمد کیا گیا۔

وجہ تسمیہ میں کئی اقوال ہیں:

{1} نماز کی صف اول میں حاضری کی وجہ سے ''صف'' سے منسوب کیا گیا ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو صَفِّيَّة کہنا چاہیے تھا۔

{2} طہارتِ قلب وذہن کی وجہ سے '' صفا'' سے نسبت دی گئی ہے۔ لیکن یہ نسبت بھی لغوی طور پر غلط ہے۔

{3} منتخب وچنیدہ ہونے کے لحاظ سے '' صفوۃ'' سے منسوب ہے۔ اگر یہ بات درست ہوتی تو انہیں صَفْوِیّ کہا جاتا۔

{4} عرب قبیلے صَوْفَة بن بشر سے نسبت میں ''صوفی'' کہا جاتا ہے۔

{5} صوفیت لغوی طور پر ''صوف''، یعنی ''اون'' کی طرف منسوب ہے۔ کیونکہ یہ سستا ہونے کی وجہ سے اس دور میں غریبوں اور زاہدوں کا لباس تھا۔ [مجموع الفتاوی ١٠/٣٦٩]

مصادر تصوف: تصوّف میں قرآن مجید اور حدیث شریف کے علاوہ دعوائے الہام، خواب اور نام نہاد وحی کے ذریعے بھی عقائد ثابت کیے جاتے ہیں۔ ان کا وہم ہے کہ ایسے ذرائع سے ان کے مدعیانِ ولایت پر علم غیب کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ جبکہ قرآن پاک اور حدیث شریف کو ''سطحی دلائل'' کہتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک قرآن وحدیث کا باطنی مفہوم صرف خاص صوفیوں کو معلوم ہوتا ہے۔ [بشکریہ: الفرقان شمارہ ٦٣٢]

سوانح علمائے اہلحدیث

مولانا عبدالشکور گونویؒ

ابراہیم عبدالرحیم کیریسی

مولانا عبدالشکور گونوی پر یہ مختصر شذرہ دارالعلوم بلتستان غواڑی کے ایک فاضل طالب علم ابراہیم عبدالرحیم کے مقالے کا ایک حصہ ہے جو ادارہ ہٰذا سے فارغ ہونے والے طلباء آخری سال میں تیار کرتے ہیں۔ پہلی دفعہ بندہ نے اس مقالے کے ذریعے موضع گون کے مولانا موصوف کے وجود اور عزم واستقلال، علمی مقام ومرتبہ کے متعلق سنا تو بھونچکا رہ گیا بہت سے ساتھیوں اور احباب کو اب تک اس کا علم نہ ہوگا اور وہ بھی ضرور تعجب کریں گے۔ فاضل طالب علم کی یہ ایک طالب علمانہ کوشش تھی اور خوب تر کوشش تھی۔
عزیزم طالب علم کو دورانِ جستجو جن مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا تھا، دکھے اور سوختہ دل کے ساتھ مقدمے میں اس کا اظہار کیا ہے۔ آپ کو بیشتر معلومات مولانا عبدالرحمٰن حنیف کیریسی، بقیۃ السلف مولانا عبدالباقی خان صاحب، مولوی صوبیدار محمد علی کونیسی، سید ثناء اللہ کیریسی حفظھم اللہ وغیرہ کی زبانی ملیں۔ ان علماء کے علاوہ قریبی ذرائع کے بزرگوں سے بھی ملے۔ تب ہی جا کر مختصر سا لیکن کچھ سراغ ضرور ملا۔ فاضل مقالہ نگار اس وقت مدینہ یونیورسٹی کے طالب علم ہیں۔ عبدالرحیم روزی

نام ونسب: آپ کا نام عبدالشکور اور کنیت ابوالفضل ہے۔ آپ محلّہ گون علاقہ کیریس میں پیدا ہوئے۔ یہ محلّہ موضع کورو اور موضع کیریس کے درمیان موضع غواڑی کے بالمقابل واقع ہے۔ اور تقریباً یکصد گھرانوں پر مشتمل ہے۔ اس وقت یہاں کی مکمل آبادی اثنا عشری مکتب فکر کی ہے۔ یہاں کا خربوزہ لذتِ دہن کا کام دینے میں معروف ومشہور ہے۔

ولادت: آپ کی تاریخ ولادت سے متعلق کوئی تحریری یا زبانی روایت نہیں ملتی۔ البتہ آپ کے اقران اور دوستوں میں مولانا رضاء الحق کیریسی، مولانا عبدالسنان کیریسی اور مولانا عبدالخالق غواڑوی شامل ہیں۔

تعلیم کے حصول میں سفر: آپ کا ماموں مولوی محمد قاسم گونوی اور دراس (ہیمباب) کے علاقے مرد باغ کی ایک اہلحدیث مسجد میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ یہاں موجود ستر کے قریب تمام گھرانے بھی اہلحدیث تھے جو بلتستان کے اہلحدیث علماء، مسافرین اور مہمانوں کی خوب خدمت اور مدد کرتے۔ مولانا عبدالشکور مرحوم اپنے ماموں سے ملنے مراد باغ جاتے رہتے تھے۔ آپ کے ماموں نے آپ کو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے علمی شہر دہلی جانے کی ترغیب دی تو آپ کو یہ مشورہ خوب بھایا اور عازم دہلی ہوئے اور ایک اہلحدیث مدرسہ میں داخلہ لے کر کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ آپ کا والد ماجد اور خاندان مسلک شیعہ سے متعلق رکھتا تھا۔

شادی اور مظفر آباد میں مستقل سکونت: مولانا موصوف کی علمی صلاحیت ولیاقت سے متاثر ہو کر آزاد کشمیر کے مشہور قانون گو محمد علی نے اپنی اکلوتی بیٹی کا رشتہ دے کر گھر داماد بنا لیا۔ یہاں آپ ایک مسجد میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے اور یہیں پر دعوت وتبلیغ کرتے رہتے تھے۔ آپ بلتستانی سے زیادہ کشمیری ہوئے۔ ایک دوبار بیگم صاحبہ کو لے کر بلتستان تشریف لائے۔